میں نے قادیانیت کیوں ترک کی

چند تأثرات

قاری محمد آصف

یہ ۲۰۰۴ء کی بات ہے میں اپنے ایک دوست کے ہاں آیا تو وہ اپنے تعمیراتی کام پر کھڑے تھے اسی دوران نماز کا وقت ہوا تو میں نے نماز کے لیے کہا ساتھ ایک اور شخص بھی کھڑا تھا۔ جب میں نے اس کو نماز کے لے کہا تو اس نے کہا آپ پڑھ لو میں بعد میں پڑھ لوں گا۔ میرے پوچھنے پر پہلے تو اس نے کچھ نہ بتلایا جب بعد میں گفتگو ہوئی تو اس نے کہا میں احمدی ہوں۔ ہم کلمہ نماز روزہ سب کچھ کرتے ہیں مگر تمہارے مسلمانوں اور عالموں نے ہمیں مرتد اور کافر قرار دیا ہے۔ جب میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم مرزا قادیانی کو کیا مانتے ہو تو اس نے کہا کہ مرزا کو مسیح موعود مانتے ہیں، جس مسیح اور مہدی کے انتظار میں تم ہو ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ آ گیا ہے۔ اس ملاقات میں سرسری باتیں ہوئی کیونکہ نہ میں عالم اور نہ میرا مطالعہ۔

میں نے اس بارے میں اگلی ملاقات پر اس سے کہا حضرت مہدی سے پہلے تو حضرت عیسیٰ نے آنا ہے۔ اور جو نشانیاں حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ کے بارے میں قرآن وحدیث میں ہیں کیا مرزا ان پر پورا اترتا ہے؟ تو اس نے کہا ہم قرآن وحدیث سے اپنی بات ثابت کریں گے تم وقت نکالو اور ہمارے مربیّ کے پاس چلو۔ چند دن بعد میں اس کے ہمراہ ایک مربی مبشر احمد ظفر کے ہاں بیت الذکر نشتر چوک ملتان گیا۔ سلام دعا کے بعد اس مربیّ نے پہلے تو اپنی مظلومیت کا رونا رویا کہ کس طرح ہمیں ان مسلمانوں نے کافر و مرتد قرار دلوایا ہے۔ جب کہ ہم کلمہ نماز اور تمام ارکان اسلام پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں۔ اب مربیّ صاحب نے اپنی مظلومیت کا رونا رو کر مجھ سے اپنی ہمدردی حاصل کر لی۔ پھر امت مسلمہ کی فرقہ بندیوں اور آپس کے اختلافات بارے گفتگو کر کے اپنے آپ کو بھی اسلام کا ہی ایک فرقہ سمجھانے کی کوشش کی۔ پھر وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اگر قرآن وحدیث سے وفات عیسیٰ ثابت ہو جائے تو مرزا صاحب کی صداقت ثابت ہو جائے گی۔ یہ بات اس وقت بھی میرے ذہن میں آئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات یا حیات پر مرزا کے سچا ہونے کا کیا تعلق ہے۔ خیر میں سنتا رہا اور پھر وہاں آنا جانا لگا رہا۔ سب سے پہلے میں تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر کام کرنے والی ایک تنظیم کے دفتر گیا۔ وہاں ایک صاحب سے میں نے اپنا اشکال پیش کیا وہ اِدھر اُدھر کی گفتگو کرتے لیکن میرے سوال کا جواب نہ دیتے، بعد میں

انہوں نے اپنے رویہ میں سختی کی اور مجھ سے بے زاری کا اظہار کرنے لگے۔ جبکہ میرے ذہن میں جو بات تھی حیات عیسٰی پر، وہ اس پر گفتگو ہی نہ کرتے جب مجھے قادیانی مربّی ملتا تو پوچھتا سناؤ تمہارے عالم نے کیا جواب دیا تو میں نفی میں سر ہلا دیتا۔ وہ کہتا ان کے پاس جواب نہیں ہے اور نہ ہی یہ دیں گے، اس کے بعد میں شاہ رکن عالم کالونی ملتان میں واقع ایک مدرسہ میں گیا وہاں پر میری ملاقات حضرت مفتی آصف صاحب سے ہوئی میں نے تمام صورت حال واضح کی۔ لیکن انہوں نے بھی وہی معاملہ کیا۔ بجائے میرے اشکال پر کہ مجھے سمجھاتے وہ بات کا رخ دوسری طرف موڑ دیتے اور کہتے کہ آج کل دولت، عورت، زمین کے لیے لوگ قادیانی ہوتے ہیں یا غیر ملک جانا ہو۔ میں نے انہیں ہر ممکن تشفی کرائی کہ یہ معاملہ میرے ساتھ نہیں ہے۔ میں تو صرف تحقیق کے لیے آیا ہوں۔ لیکن انہوں نے قادیانیت کی طرف سے کسی سنجیدہ اشکال کے امکان کو بھی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر میرے ذہن میں بھی وسوسہ اٹھا کہ جو سوال میں کرتا ہوں یہ اس طرف کیوں نہیں آتے ادھر اُدھر کی باتیں کیوں کرتے ہیں۔ مربّی صاحب پوچھتے تو میرا جواب نفی میں ہوتا۔ میرا مستقل وہاں آنا جانا لگا رہا میں متواتر قادیانیوں کے پروگراموں میں شامل ہوتا رہا جماعت کا ظاہری ڈسپلن، میل جول، پیار و محبت کی اداکاری نے مجھے بہت متاثر کیا اب وہ مجھے اپنا لٹریچر پڑھنے کو دیتے اور ہر پروگرام پر دعوت دیتے اور کہتے اگلی صدی مرزا صاحب اور احمدیت کے غلبہ کی صدی ہے۔ اور قادیانیت دنیا کے آخری کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ آخر کار میں نے جماعت کا فارم پُر کیا اور احمدیت کے دائرہ میں داخل ہو گیا۔

کچھ عرصہ اپنے آپ کو چھپائے رکھا آخر کب تلک جب سب خاندان عزیز و اقارب دوستوں کو معلوم ہوا تو سب نے بائیکاٹ شروع کر دیا اور میں اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے آزمائش سمجھتا رہا مجھے ان سے کسی قسم کا کوئی لالچ نہ تھا۔ بس تلاش حق میں بھٹک چکا تھا۔ ملتان میں جماعت احمدیہ کے تقریباً تمام قادیانی مجھے جانتے تھے، جماعت والوں نے میرے روزگار کے بارے میں مشورہ کیا اور پھر مجھے کہا کہ قاری صاحب آپ ہمارے بچوں کو قرآن پاک پڑھایا کریں۔ آپ کے روزگار کا سلسلہ چلتا رہے گا۔ اب اس پر وہ مجھے معقول معاوضہ دیتے اور پھر وہ میری عزتِ نفس بھی مجروح نہیں کرتے تھے تحفہ تحائف کے نام پر بھی امداد جاری رکھتے تھے۔ جب سے میں نے بچوں کو قرآن پڑھانا شروع کیا تو وہ بہت خوش ہوئے کیوں کہ مرزائیوں کے اکثر مربّیان حتیٰ کہ خلفاء تک کو قرآن مجید درست تلفظ سے پڑھنا نہیں آتا۔ کیوں کہ مرزا صاحب نے کہا ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ کی صحت اہم نہیں ہے بلکہ اس کے مطالب پر عمل کرنا چاہیے (اور مطلب بھی وہ جو مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔)

ایک بار میں نے پڑھا کہ مرزا نے لکھا ہے کہ جو میری کتابوں کو کم از کم تین بار نہیں پڑھتا تو اس کا ایمان ناقص ہے۔ اس کے بعد میں نے مرزا قادیانی کی تصنیفات کے بالاستیعاب مطالعے کا آغاز کر دیا لیکن مجھے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ جماعت کی 99% اکثریت مرزا صاحب کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے میں کوئی رغبت نہیں رکھتی۔ میرے علم میں آٹھ دس سال کے عرصے میں صرف ایک قادیانی ایسا آیا جسے مرزا صاحب کی تصنیفات کے مطالعے کا شوق تھا۔ ملتان ضلع کے

ناظم دعوۃ الی اللہ طاہر محمد کو جب میں نے یہ ترغیب دلائی کہ مرزا صاحب کی کتب پڑھا کر تو اس نے میری پُر خلوص ترغیب پر مطالعہ شروع کیا۔ کچھ دن گزرنے کے بعد وہ خود ہی مجھ سے کہنے لگا قاری صاحب حضرت صاحب کی کتابیں پڑھ کر انسان بور ہو جاتا ہے۔ تکرار اور اعادہ، ایک ہی بات کو دہرائے جانا بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ اس وقت میں بھی احمدیت سے سچی عقیدت رکھتا تھا۔ اس لیے تکرار بارے میں نے ان سے کہا اصل میں مرزا صاحب کو امت کی فکر تھی اور جو متفکر ہوتا ہے وہ ایک بات کو بار بار کرے گا۔ اسی فیصد قادیانی مرزا صاحب کی کتابیں سرے سے پڑھتے ہی نہیں ہیں۔ کیونکہ اس کی کتابوں کو جب پڑھنے بیٹھو تو انسان تنگ آ جاتا ہے کہ یہ کہنا کیا چاہتا ہے اور کہہ کیا رہا ہے۔ اور پھر اس کی اپنی ایک بات دوسری بات کو کاٹ ڈالتی ہے۔

اکثر مرزائی مرزا قادیانی کی قابلیت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ انہوں نے سب سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں کیا وہ پاگل تھے۔ اب تو مجھے اس لفظ پاگل پر ایک لطیفہ یاد آتا ہے کہ ایک اعلیٰ افسر کو پاگل خانے کا دورہ کرایا جا رہا تھا۔ اسی دوران ایک پاگل اعلیٰ افسر کے سامنے آ کھڑا ہوا اور کہا میں تو پاگل نہیں ہوں۔ اعلیٰ افسر نے پوچھا کیا وجہ! تو اس پاگل نے کہا جناب میں نے تو ایک کتاب لکھی ہے اعلیٰ افسر نے ڈاکٹروں کو متوجہ کیا کہ تم اس کو پاگل کہتے ہو اس نے تو ایک کتاب لکھی ہے یہ مصنف ہے۔ پاگل سے پوچھا گیا کتاب کس عنوان پر ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ سر گھوڑے پر، ڈاکٹر نے کہا سر اس کی کتاب تو پڑھ کر دیکھیں جب اسے پڑھا گیا تو اس کے پہلے صفحہ پر لکھا تھا گھوڑا کیسے دوڑتا ہے۔ اور پھر کتاب کے آخر تک لکھا تھا ڈگر، ڈگر، ڈگر...... تو یہی کچھ مرزا صاحب نے اپنی کتابیں لکھ کر کیا جنھیں پڑھتے ہوئے خود ان کے پیروکار اکتاہٹ محسوس کرتے ہیں۔ لیکچر لاہور میں آپ معرفتِ تامّہ کا دعویٰ کرتے ہیں مگر پیش کچھ نہیں کیا۔ آپ کی تحریروں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ۱: دعویٰ تکرار۔ ۲: گالیاں۔ ۳: پیش گوئیاں (جو پوری نہ ہوئیں) اس کے علاوہ معرفتِ تامّہ کی کوئی مثال ہو تو پیش فرما دیں۔ جو آدمی جوتی کا اُلٹا سیدھا نہ جانتا ہو وہ معرفتِ تامّہ کیا رکھے گا۔

مجھے اس وقت بہت حیرت ہوئی جب ان کے منہ سے جماعت کے خلیفہ کے متعلق سنا کہ خلیفہ کے پاس بھی فرشتوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ خاص طور پر جب کبھی خلیفہ کسی مالی تحریک یعنی مال اکٹھا کرنے کی نئی سکیم کا اعلان کرتے تو جماعت کے تمام عہدے داران اسی بات کا پرچار شروع کر دیتے کہ یہ تحریک رب کی طرف سے ہے۔ جماعت میں سب سے زیادہ چندوں کے نام سے مال اکٹھا کرنے پر زور ہے۔ اور جو کم چندہ دیتا ہے اسے کمزور ایمان والا سمجھتے ہیں۔

میرا تجزیہ اور مشاہدہ یہ ہے کہ قادیانیّت اول و آخر ایک مادی تحریک ہے۔ جیسا کہ میں پیچھے ذکر کر چکا ہوں کہ قادیانی حضرات میں مرزا قادیانی کی کتب پڑھنے کا رجحان بالکل نہیں ہے۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر جماعت کی شوریٰ نے ۲۰۰۸ء میں فیصلہ کیا کہ مرزا قادیانی کی کتابیں احبابِ جماعت کو زبردستی پڑھوانے کی صورت یہ ہے کہ ہر سال کے لیے ایک کتاب مقرر کر دی جائے۔ چنانچہ سب سے پہلے سب سے آخری کتاب حقیقت الوحی کو نامزد کیا گیا۔ اس حقیقت الوحی

میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''پچاس ہزار سے زیادہ نشانات آپ کو روپیہ آنے کے بارے میں دکھائے جا چکے ہیں۔''

مرزا صاحب چندہ نہایت والہانہ انداز میں مانگتے تھے اور چندہ دینے کو اپنے مریدوں کے لیے شرطِ ایمان قرار دیتے تھے۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ ''اگر کوئی شخص ایک پیسہ بھی نہیں دیتا اس کو جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔'' اس پر طرفہ یہ ہے کہ اس چندہ خوری کو مرزا صاحب نے اسی کتاب میں اپنی صداقت کا نشان اور اپنے دعوے کی دلیل بھی قرار دیا ہے۔

یہاں سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے جو میں سطور بالا میں لکھ چکا ہوں کہ قادیانیت اصلاً ایک مادی و مالی تحریک ہے۔ کیونکہ آدمی دلیل اسی چیز کے لیے پیش کرتا ہے جو اس کا دعویٰ ہو۔ اگر مصوری کا دعویٰ ہے تو تصویریں پیش کی جائیں گی اگر شاعری کا دعویٰ ہے تو اشعار دکھائے جائیں گے بعینہٖ اسی طرح چونکہ مرزا قادیانی کے دعویٰ کا مقصد اوّلین و آخرین مال اور سرمایہ تھا لہٰذا ان کا اس چندہ خوری کو اپنا نشانِ صداقت کہنا بالکل قابلِ فہم ہے۔

جو فردِ جماعت ایک بار چندہ لازمی جو کہ صدر انجمن احمدیہ کا چندہ ہے نہیں دیتا اسے جماعت سے نکال دیا جاتا ہے۔ اور وہ عہدے داران کے انتخاب میں حصہ بھی نہیں لے سکتا۔ پھر عجیب بات یہ دیکھی کہ اگر غریب آدمی کا کسی جماعتی رسم ورواج کی خلاف ورزی پر اخراج ہو جائے تو اس بیچارے کو خلیفہ وقت کے نام بار بار معافی کے خطوط لکھنے پڑتے ہیں اور شنوائی بمشکل ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی مال دار فرد ہے اور جماعتی فیصلہ نہ ماننے پر بفرضِ محال اس کا کبھی اخراج ہو بھی جائے تو کچھ ہی مدت کے بعد از خود ہی اعلان ہو جاتا ہے کہ خلیفہ وقت نے اسے معاف کر دیا ہے یا خلیفہ وقت نے خصوصی شفقت فرمائی ہے۔

میں نے تقریباً ۸ سال کے عرصے میں دیکھا ہے کہ قادیانی جماعت کے افسران خلیفہ صاحب سے لے کر ضلع کے حلقہ کی سطح تک تمام کے تمام اپنی جماعت کے علاوہ باقی تمام مسلمانوں چاہے وہ دنیا کے کسی کونے میں ہوں اور کسی مسلک سے متعلق ہوں، بدنام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ ان کے اپنی جماعت کے افراد جو بیچارے اندھی عقیدت کی وجہ سے یا پیدائشی قادیانی ہونے کی بنا پر ان کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں یہ تمام نوٹ چھاپنے والی اندھی بہری اور بے جان مشین کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ وہ کچھ نہیں سوچتے کبھی تحقیق نہیں کرتے حتیٰ کہ اپنی جماعت کے عقائد سے بھی پوری طرح آگاہ نہیں ہوتے۔ مثلاً عقیدے کی حد تک تو خلافت پر مرزا کے خاندان کا کوئی حق نہیں لیکن پہلی خلافت کے علاوہ اب تک انہی کی اولاد جماعت کے اقتدار پر مسلّط ہے۔

قادیانی حضرات مرزا کی صداقت ان کے اپنے دعاوی اور ان کی اپنی تحریرات قرآن وسنت کے معیار پر کیوں نہیں پرکھتے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے جماعت کے لوگوں کو باور کرایا ہے کہ خدا کے ساتھ تعلق کی سب سے بڑی میزان سچے خواب دیکھنا ہے اور یہ کہ وہ اس میدان میں ساری دنیا کے لوگوں سے آگے ہیں۔ قادیانی رسائل و

مطبوعات ڈھیروں کی تعداد میں ''سچے'' خوابوں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔اب قادیانی حضرات اس بات پر غور کریں کہ مرزا صاحب کا بتایا ہوا صداقت کا یہ معیار قرآن وسنت میں کس جگہ موجود ہے۔

مرزا کے بیانات میں جو تضاد پایا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مرزا نے درپیش مسائل کے حل کے لیے موقع کی مناسبت سے جو خیال دل میں آیا وہ تفصیل کے ساتھ بے دریغ لکھ دیا۔خواہ وہ واضح طور پر قرآنی آیات کے برعکس ہی کیوں نہ ہو۔ایک موقع پر اگر ایک بات مناسب حال نظر آئی تو وہی بات لکھنے بیٹھ گئے اور دوسرے موقع پر اس سے متضاد بات مشکل حل کرتی ہوئی نظر آئی تو دل کھول کر بیان کردی۔اس طرح ان کی تحریریں آپس میں متضاد اور متناقض بیانات کا ایک عجیب وغریب مجموعہ بن گئی ہیں۔

مرزا جی سب سے پہلے ایک مناظر کے طور پر مانے گئے جب شہرت بڑھی تو محدَّث کہلانے لگے اس کے بعد باقاعدہ مجدّد کا دعویٰ کیا جب بطور مجدّد چند احمقوں کی طرف سے پذیرائی ملی تو پھر مسیح موعود کا دعویٰ کردیا۔پھر چونکہ احادیث میں قربِ قیامت میں آنے والی ۲ شخصیات کا ذکر تھا۔(۱) حضرت مسیح علیہ السلام (۲) حضرت مہدی۔لہٰذا اس نے اپنی چالاکی سے مسیح اور مہدی دونوں کو ایک کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا پرچار کرنا شروع کردیا۔غور طلب بات یہ ہے کہ کسی بھی نبی نے عجیب وغریب انداز میں نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔مرزا صاحب کو روحانی مراتب کی تدریجی تحصیل کے دوران خود اپنے عقائد میں ترمیم وارتقاء کے مشکل مراحل بھی طے کرنے پڑے مثلاً پہلے وہ حیات مسیح کے قائل تھے پھر وفات مسیح کا عقیدہ اختیار کیا۔اجرائے نبوت اور ختم نبوّت بھی اسی سلسلے کی ایک مثال ہے مرزا نے جہاں جہاں اپنے دعووں کے ثبوت میں جو قرآنی آیات اور احادیث اور پیش گوئیاں پیش کی ہیں۔ان میں کوئی ایک بھی اس کی صداقت کو ثابت نہیں کرتی۔

مرزا کی یہ دلی خواہش تھی کہ ان کا قصبہ قادیان اتنی ترقی کرے کہ ایک عالی شان شہر بن جائے۔اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے انہوں نے اپنے مریدوں کو تاکید کی کہ وہ قادیان میں آ کر آباد ہوں کیونکہ جو بھی قادیان آ کر آباد ہوتا ہے وہ گویا اپنا دینی فرض ادا کرتا ہے۔اور پھر انہوں نے اپنے پیروکاروں کو یہ لالچ بھی دیا کہ ''خدا نے مجھے وحی کی اور ایک زمین کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ وہ زمین ہے جس کے نیچے جنت ہے۔پس جو شخص اس میں دفن کیا جائے گا وہ جنت میں جائے گا۔'' کیونکہ مرزا کو یقین تھا کہ اس کے ماننے والے اتنے بے وقوف اور مست ہو چکے ہیں کہ اس کی بات کی حکم عدولی نہیں کریں گے لہٰذا اُس نے یہ پیش گوئی کرڈالی ''اب یہ بہشتی مقبرہ ہے۔'' مرزا نے کہا اس قدر لوگ ارادت اور اعتقاد سے قادیان آئیں گے کہ جن راستوں سے وہ لوگ آئیں گے وہ راستے ٹوٹ جائیں گے لیکن آج تک ایسا نہیں ہوسکا، مرزا کے مرنے کے بعد ان کے اپنے پیروکار مرزا کے احکامات پر عمل نہ کرسکے اور قادیان کو چھوڑ کر پاکستان میں ربوہ (چناب نگر) ایک نیا شہر آباد کرکے قادیان کو اجاڑ دیا۔

۲۰۰۸ء میں خلافت جوبلی منائی گئی خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے سو سال کا عرصہ بیت گیا اور بڑا جشن منایا گیا۔ اس موقع پر میں (راقم محمد آصف) ۲۰۰۹ء میں قادیان کے جلسہ سالانہ میں شامل ہوا اور میں نے قادیان کی جو حالت دیکھی تو میرے دل میں خیال آیا کہ سو سال ہو گئے پر مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی پوری نہ ہو سکی اور قادیان آج بھی ویران ہے۔

قادیان کے سالانہ جلسہ کو حج کا درجہ حاصل ہے۔ مرزا صاحب نے اپنے رسالہ ''الوصیت'' میں قادیان کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والوں کو جنت کی بشارت دی ہے لیکن ان کی گدّی کے سیاسی وارثوں نے کمال دکھایا کہ جب تخت خلافت پاکستان منتقل کیا تو وہاں سرکاری زمین جو لیز پر لی گئی تھی پر ایک متبادل بہشتی مقبرہ (فیز۲) بنالیا اور جب اپنی بداعمالیوں کے سبب پاکستان میں بھی چین اور سکھ نصیب نہ ہوا تو یورپ میں تخت خلافت منتقل کیا اور وہاں ایک اور بہشتی مقبرہ (فیز۳) بنالیا۔ اب یہ تمام حرکتیں مرزا قادیانی کی قادیان کے متعلق پیشگوئیوں ہدایات کے خلاف ہیں اور وہ تمام پیش گوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔ جو قادیان سے متعلق تھیں۔

اس کی پیش گوئیاں اور آسمانی نشانات زیادہ تر چند افراد کے متعلق یا ذاتی منافع اور کامیابیوں کے بارے میں ہیں۔ ان میں سے کوئی پیش گوئی اجتماعی یا معاشرتی مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ ایسی پیش گوئیاں اور آسمانی نشان معیار صداقت نہیں بن سکتی۔ کیونکہ بسا اوقات عام انسان کے زبان سے نکلے ہوئے الفاظ بھی پورے ہو جاتے ہیں اور بتلائے ہوئے واقعات ظاہر ہو جاتے ہیں۔

کسی بھی خدا کی طرف سے منتخب ہونے والے کا اصل دعویٰ یہ نہیں ہوتا کہ وہ درست پیش گوئی کر لیتا ہے۔ یہ دعویٰ تو فٹ پاتھ پر بیٹھے ''پروفیسر'' نجومیوں کا ہوتا ہے۔ اس کا اصل مقصد تو خدائی پیغام کو اس کے بندوں تک پہنچانا ہوتا ہے دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ آیا وہ پیغام ایسا ہے جو انسانی ہدایت اور اصلاح کی بنیاد بن سکے۔ صرف یہی نہیں بلکہ جس دور میں پیغام نازل ہوا ہے کیا اس دور میں اس کے بغیر انسانی اصلاح ممکن ہے یا نہیں۔

مباہلہ کا چیلنج اور سیکڑوں میں سے ایک دو پیش گوئیوں کا ثابت ہونا ہرگز معیارِ صداقت نہیں۔ مرزا کی تصانیف سے بہت سی کتابی جلدیں بنانے والے جلد سازوں اور چھاپہ خانے کے کارکنوں کا فائدہ تو ہوا ہے۔ لیکن مرزا کا وہ پیغام کیا ہے جو انسانوں کی ہدایت اور اصلاح کے لیے لازم ہے۔ اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اگر وہ قرآن وحدیث کی بات کرتا ہے تو وہ اس کے دعویٰ سے چودہ سو سال قبل مسلمان میں موجود ہے اور مسلمان علمائے کرام دن رات قرآن وحدیث کی تبلیغ کر رہے ہیں۔